© rasailojaraid.com

حکمتِ سیّد مودودیؒ

روزہ کی تربیتی اہمیت

(۱۹۳۲ء)

اِسلام کا اصل مقصد صالحین کی ایسی جماعت بنانا ہے جو انسانی تمدّن کو خیر و صلاح کی بنیادوں پر تعمیر کرے۔ مگر اس غرض کے لیے وہ صرف اجتماعی اصول وضع کرنے اور ان اُصولوں کی بنیاد پر ایک نظامِ تمدّن بنا دینے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ ساتھ ساتھ اپنے جماعتی نظام کے لیے افراد کو تیار کرنے کا بھی انتظام کرتا ہے تاکہ جماعت (سوسائٹی) جن افراد پر مشتمل ہو ان میں کا ایک ایک شخص اپنے خیالات، اپنی سیرت اور کردار کے لحاظ سے اس نظام کے ساتھ بیش از بیش موافقت رکھتا ہو، اور باغیانہ میلانات کے ساتھ مجبورانہ اطاعت کرنے کے بجائے اپنے نفس و روح کی پوری آمادگی، اپنے دل و دماغ کے مخلصانہ عقیدے، اور اپنی سیرت کی ذاتی قوت کے ساتھ اس کی پیروی کرے۔ اس اسکیم میں روزے کے رُکن سے جو کام لیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ:

۱- اِس تربیت کے ذریعے سے جماعت کے ہر فرد کو خداوندِ عالم کی حاکمیت کے مقابلے میں اپنی خود مختاری سے عملاً دست بردار ہو جانے کے لیے تیار کیا جائے، تاآنکہ وہ اپنی زندگی کو الٰہی قانون کے تابع کر دے۔

۲- ہر فرد کے ذہن میں خدا کے عالم الغیب والشہادۃ ہونے کا اور آخرت کی بازپرس کا عقیدہ عملی مشق و تمرین کے ذریعے سے اس طرح جاگزیں کر دیا جائے کہ وہ خود اپنی شخصی ذمہ داری کے احساس کی بنا پر، نہ کہ کسی خارجی دباؤ کی وجہ سے، قانونِ الٰہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی خفیہ اور علانیہ اطاعت کرنے لگے۔

۳۔ ہر فرد کے اندر یہ روح پھونک دی جائے کہ وہ ماسوا اللہ کی بندگی و اطاعت سے اعتقاداً و عملاً منکر ہو جائے اور اس کی بندگی اللہ کے لیے اس طرح خالص ہو جائے کہ جس حکم یا جس قانون یا جس اقتدار کے لیے اس کی طرف سے کوئی سند نہ ہو، اس کی اطاعت کے لیے فردِ مومن کے نفس میں کوئی آمادگی بھی نہ ہو۔

۴۔ ہر فرد کی اخلاقی تربیت اس طور پر کی جائے کہ اسے اپنی خواہشات پر عملاً پورا اقتدار حاصل ہو، وہ اپنے نفس و جسم کی تمام قوتوں پر اتنا قابو رکھتا ہو کہ اپنے عقیدے اور علم و بصیرت کے مطابق ان سے کام لے سکے۔ اس میں صبر، تحمل، جفاکشی، توکل علی اللہ اور ثابت قدمی و یک سوئی کی صفات پیدا ہو جائیں۔ اور اس کے کیرکٹر میں اتنی قوت آجائے کہ وہ خارجی ترغیبات اور اپنے نفس کے ناجائز میلانات کا مقابلہ کر سکے۔

یہی وہ مقاصد ہیں جن کے لیے اسلام نے رمضان کے روزے ہر اُس شخص پر فرض کیے ہیں جو اسلامی جماعت کا رکن ہو۔ کوئی عاقل و بالغ فرد خواہ وہ عورت ہو یا مرد، اس فریضہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ بیماری، سفر اور بعض دوسرے شرعی عذرات کی بنا پر کوئی شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو، تو اس پر قضا یا فدیہ لازم ہے۔ بہرحال اسلام کے دائرے میں رہ کر کوئی انسان روزے کی فرضیت سے چھوٹتا نہیں ہے۔

(اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر، ص ۷۲-۷۳)

© rasailojaraid.com